SOCIETY FOR HUMAN RIGHTS & ENVIRONMENT PROTECTION (SHEP)

Annual Working Report for the Year 2019-2020

سالانہ کارکردگی رپورٹ برائے سال 2019-2020

SOCIETY FOR HUMAN RIGHTS & ENVIRONMENT PROTECTION (SHEP)
Office # 2, 3rd Floor Batool Arcade, Main University Road, Gulshan-e-Iqbal 13B, Karachi.
PTCL # +92-21-34999926-27 / Fax # +92-21-33405913
Cell # +92-333-3873520 / +92-300-9249113
Shep.ngo@gmail.com / Info@shep-ngo.org
www.shep-ngo.org

کارکردگی رپورٹ برائے سال 2019-2020ء

سوسائٹی فار ہیومن رائٹس اینڈ انوائرمنٹ پروٹیکشن (SHEP) کی جانب سے سال 2019-2020ء میں بھی بھرپور متحرک کام کیا گیا۔ انسانی حقوق کی مکمل بحالی کی جدوجہد کے سلسلے میں شپ این جی او کے رضا کاروں نے پاکستان کی نامور شخصیات سے ملاقاتیں کیں اور مردو خواتین حقوق کے تحفظ، معاشرے کو پرامن اور انسان دوست بنانے کیلئے سے رہنمائی حاصل کی گئی۔ شپ این جی او نے نامور شخصیات کے سامنے اپنا مشن رکھا کہ ہم معاشرے میں ہر ایک کے حقوق کے تحفظ کیلئے کام کرنا چاہتے ہیں، اعلیٰ اور معیاری تعلیم کا حصول ہر شہری کا حق ہے، اچھی صحت کیلئے علاج کی سہولیات فراہمی ریاست کی ذمہ داری اور بہترین اور صحت مند ماحول میں سانس لینا ہر جاندار کا حق ہے۔ اس سلسلے میں حقوق سے آگاہی کی مہم شروع کرنے کیلئے ملاقاتوں کا سلسلہ شروع کیا گیا۔

سپریم کورٹ آف پاکستان کے سابق سینئر جج جسٹس (ر) وجیہہ الدین احمد سے ملاقات:

سوسائٹی فار ہیومن رائٹس اینڈ انوائرمنٹ پروٹیکشن (SHEP) کی ٹیم نے سال 2018ء کے اواخر میں سپریم کورٹ آف پاکستان کے سابق جج جسٹس (ر) وجیہہ الدین احمد سے ملاقات کی اور سال 2019ء کے مختلف پروگرامز کے حوالے سے رہنمائی حاصل کی۔ شپ کے رضا کاروں کی ٹیم محمد طاہر راجپوت، انجینئر جاوید شاہد برنی، محمد عاصم، رانا عبدالرحمٰن اور راحیل احمد پر مشتمل تھی۔ ملاقات میں سپریم کورٹ آف پاکستان کے سابق جج جسٹس (ر) وجیہہ الدین احمد نے سماجی کارکنان کی ٹیم کو بتایا کہ دستورِ پاکستان مجریہ ۱۹۷۳ء کے تحت ریاست پاکستان کے ہر شہری کے بنیادی حقوق کا تحفظ آئین کے آرٹیکل 8 سے آرٹیکل 28 تک مکمل وضاحت پیش کی گئی ہے۔ سوسائٹی فار ہیومن رائٹس اینڈ انوائرمنٹ پروٹیکشن کے مقاصد (Aim & Objects) بہت زبردست ہیں۔ مردوخواتین ہر شہری کو حقوق دلوانے کیلئے جدوجہد کرنا، تعلیم سب کا حق ہو، صحت کی سہولیات کی فراہمی ہر شہری کیلئے آسان ہو اور آلودگی سے پاک ماحول ایک بہترین معاشرے کو تشکیل دیتا ہے۔

سوسائٹی فار ہیومن رائٹس اینڈ انوائرمنٹ پروٹیکشن (SHEP) کی ٹیم نے سپریم کورٹ آف پاکستان کے سابق جج جسٹس (ر) وجیہہ الدین احمد کی رہنمائی کی روشنی میں حقوق سے آگاہی کی ورکشاپس اور Consultative Sessions کا انعقاد کیا گیا اس کے علاوہ کراچی کے پرل کانٹی نینٹل ہوٹل میں تحفظِ ماحولیات کے حوالے سے ایک روزہ Awareness Session جس میں بزنس کمیونٹی کی نمایاں شخصیات نے خصوصی شرکت کی، اِسی طرح نوجوان طلبہ وطالبات میں شعور بیدار کیا کہ معاشرے کا مفید اور کارآمد شہری بننے کیلئے وہ بھی اپنا کردار ادا کرسکتے ہیں۔ سوسائٹی فار ہیومن رائٹس اینڈ انوائرمنٹ پروٹیکشن نے اِس سلسلے میں جنوری 2019ء کئی پروگرام منعقد کئے اور انسانی حقوق کے لئے کام کرنے والی مختلف شخصیات کو مدعو کرکے سیشنز کا انعقاد کیا گیا جس میں انسانی حقوق کے عہدیداروں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور دستور پاکستان کی روشنی میں اور عدالتی فیصلوں کے نظائر کی روشنی میں طلبہ وطالبات کو حقوق سے آگاہی دلوائی۔ یاد رہے کہ جامعہ کراچی میں زیرِتعلیم طلبہ وطالبات کے ایک گروپ کا Consultative Sessions منعقد کیا گیا جس میں طلباء کو بنیادی حقوق (Basic Rights) کے بارے میں آگاہی دی گئی۔

پرل کانٹی نینٹل ہوٹل میں تحفظِ ماحولیات پر ایک روزہ ورکشاپ کا انعقاد

سوسائٹی فار ہیومن رائٹس اینڈ انوائرمنٹ پروٹیکشن (SHEP) کی جانب سے ماحولیات کے تحفظ کے حوالے سے آگاہی مہم کے سلسلے میں ایک روزہ ورکشاپ کا اہتمام کیا گیا جس میں جامعہ کراچی کے شعبہ انوائرمنٹل سائنس کے اساتذہ اور طلبہ نے شرکت کی اور کراچی کے صنعت کاروں نے بھی تحفظِ ماحولیات کانفرنس میں شرکت کی۔

جامعہ کراچی کے پبلک ایڈمنسٹریشن ڈپارٹمنٹ کے طلبہ وطالبات کیلئے ٹریننگ ورکشاپ کا اہتمام

سوسائٹی فار ہیومن رائٹس اینڈ انوائرمنٹ پروٹیکشن (SHEP) کی جانب سے جامعہ کراچی کے پبلک ایڈمنسٹریشن ڈپارٹمنٹ کے طلبہ وطالبات کیلئے ایک روزہ ٹریننگ ورکشاپ کا اہتمام کیا گیا جس میں ماہرین نے طلبہ وطالبات کو عملی زندگی کے آغاز کے حوالے سے رہنمائی فراہم کی اور اپنے حقوق اور ماحولیات کے تحفظ کے حوالے سے شعور بیدار کیا۔ ایک روزہ ٹریننگ ورکشاپ سے کاروباری شخصیات، سماجی شخصیات اور پبلک ایڈمنسٹریشن میں فرائض انجام دینے والی شخصیات نے خطاب کیا اور طلبہ وطالبات کو مفید مشوروں سے نوازا، مقررین نے طلبہ وطالبات کو دفتری اُمور کے حوالے سے بریفنگ دی، عوامی انتظامی افسران کے فیلڈ ورک پر روشنی ڈالی گئی، شرکاء کو بتایا گیا کہ ملکی سطح پر سرکاری ملازمتوں کیلئے ڈی ایم جی افسر بن سکتے ہیں۔ ورکشاپ کے اختتام پر طلبہ وطالبات میں سرٹیفکیٹ بھی تقسیم کئے گئے۔

سٹیزن شپ کی دستاویزات کے حوالے سے پریشان 360 بنگالی خاندان جنہیں 1956ء میں صدر ایوب خان نے بدین میں مشرقی پاکستان سے لاکر آباد کیا۔

آج کے جدید دور میں پاکستان جیسے ترقی پسند ملک میں لاکھوں پاکستانی شہری ایسے بھی ہیں جو شناخت سے محروم ہیں۔ 16 دسمبر 1971ء کو مشرقی پاکستان علیحدہ ہوکر بنگلہ دیش بن گیا تھا۔ آج 21ویں صدی میں وفاقی دارالحکومت کے حکمران سمجھتے ہیں کہ پاکستان میں بسنے والے بنگالی بنگلہ دیش بننے کے بعد ہجرت کرکے پاکستان آئے جو کہ بلکل غلط بات ہے۔ پاکستان میں موجود لاکھوں بنگالی دراصل 360 خاندانوں کی اولادیں ہیں جنہیں آج سے 64 سال پہلے 1956ء میں اُس وقت کے صدر فیلڈ مارشل جنرل ایوب خان کی حکومت نے ایک پالیسی کے تحت سندھ کے علاقے گولارچی بدین میں لاکر بسایا تھا گولارچی بدین میں آج بھی ہزاروں بنگالی خاندان موجود ہیں۔ 1972ء میں شہید ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت نے پاکستانی شہریوں کیلئے شناختی کارڈ کے اجراء کا فیصلہ کیا تو جو بنگالی گولارچی بدین سے کراچی آکر آباد ہوگئے تھے اور جن بنگالیوں نے تعلیم حاصل کرلی تھی اُن بنگالیوں نے تو شناختی کارڈ بنوالئے لیکن ماہی گیری سے وابستہ بنگالی شعور اور آگاہی نہ ہونے کی وجہ سے کئی دہائیوں تک شناختی کارڈ نہ بنوا سکے جب 10 مارچ 2000ء میں نیشنل ڈیٹا بیس اینڈ رجسٹریشن اتھارٹی (NADRA) جسے خالص اُردو میں قومی شناخت وتسجیل ایجنسی بھی کہا جاتا ہے کا قیام عمل میں آیا تو تعلیم یافتہ نہ ہونے کی وجہ سے لاکھوں بنگالی نادرا شناختی کارڈ کے حصول میں ناکام رہے کیونکہ نادرا کے کمپیوٹرائز شناختی کارڈ بنوانے کی پالیسی میں یہ شرط تھی کہ ایسے پاکستانی شہری جو 18 سال یا زائد عمر کے ہیں پرانا شناختی دکھا کر کمپیوٹرائز شناختی کارڈ بنوا سکتے ہیں اسی طرح کم عمر کے افراد کے پاس فارم "B" کا ہونا لازمی شرط ہے، پیدائشی سٹیفکیٹ، ڈومیسائل اور دیگر دستاویزات کسی بھی انسان کی شہریت کے ثبوت ہوتے ہیں لیکن ماہی گیری کے شعبے سے وابستہ تعلیم اور شعور نہ رکھنے والے پاکستانی بنگالی عارضی ہجرت کرکے آنے والے دیگر قومیتوں کے ساتھ غیر ملکی ٹھہرا دیئے گئے۔ صدر ایوب خان کی حکومت میں سرکاری پالیسی کے تحت 63 سال پہلے سندھ کے شہر گولارچی بدین میں مشرقی پاکستان سے لاکر بسائے گئے قومی شناخت سے محروم بنگالیوں کی تنظیم ایکشن کمیٹی برائے پاکستانی بنگالیز کے چیئرمین شیخ محمد سراج نے سوسائٹی فار ہیومن رائٹس اینڈ انوائرمنٹ پروٹیکشن سے رابطہ کیا اور پاکستانی بنگالیوں کے مسائل سے تفصیلات کے ساتھ آگاہ کیا اس موقع پر ایکشن کمیٹی برائے پاکستانی بنگالیز کے رستم علی اور عبدالمنان بھی موجود تھے۔ انہوں نے بتایا کہ یہ آج سے تقریباً 63 سال پہلے کی بات ہے جب اُس وقت کے حکمران جنرل ایوب خان کی حکومت نے فیصلہ کیا کہ بنگالیوں سے ہم آہنگی اور قربتوں کو بڑھانے کیلئے 360 خاندانوں کو سندھ کے شہر گولارچی بدین میں لاکر بسایا جائے، صدر ایوب خان کے دور میں ہی صوبہ سرحد سے ہزاروں لوگ کراچی آکر آباد ہوئے اسی طرح ہم بنگالیوں کو بھی مشرقی پاکستان (جو کہ اب بنگلہ دیش ہے) سے لاکر بسایا گیا تھا تاکہ مشرقی پاکستان جو کہ مغربی پاکستان سے 2,204 کلومیٹر کی مسافت پر ہے دونوں جانب کے پاکستانیوں کو قریب لایا جاسکے لیکن افسوس مشرقی پاکستان عالمی اور علاقائی سازشوں کا شکار ہوکر بنگلہ دیش بن گیا۔ سانحہ ڈھاکہ 16 دسمبر 1971ء کو پیش آیا تھا اُس وقت سندھ کے شہر گولارچی بدین میں بسنے والے بنگالیوں کی تعداد تقریباً دو لاکھ تھی پاکستان ٹوٹنے کا جو درد باقی پاکستانیوں نے محسوس کیا ہم پاکستانی بنگالیوں نے وہی درد دُگنا محسوس کیا تھا کیونکہ اگرچہ ہم 1956ء میں گولارچی بدین میں

جب بسائے گئے تھے تو یہاں مستقل سکونت اختیار کرنے کیلئے آباد ہوئے تھے لیکن ہمارے عزیز رشتہ دار بنگلہ دیش میں رہتے تھے اس لئے ملک ٹوٹنے کا شدید غم تھا۔ آپ کو معلوم ہے کہ ہم بنگالی ماہی گیری کے شعبہ سے وابستہ ہیں اور آپ سمجھ سکتے ہیں کہ 63 سال پہلے پاکستان کے شہری علاقوں میں تعلیم اتنی عام نہیں تھی تو گولارچی بدین جیسے مضافاتی علاقے میں تعلیم کا حصول کیسے ممکن ہوسکتا تھا؟ جیسے جیسے بنگالیوں میں شعور آنے لگا اور تعلیم کی اہمیت اُجاگر ہونے لگی تو بمشکل 5% بنگالی حصول علم میں کامیاب ہوسکے اور کراچی منتقل ہوگئے جنہوں نے اُسی دور میں تعلیم بھی حاصل کی اور قومی شناختی کارڈ بننا شروع ہوئے تو شناختی کارڈ بھی بنوائے لیکن 95% بنگالی تعلیم اور شعور نہ ہونے کی وجہ سے بروقت شناختی دستاویزات نہ بنوا سکے جس کا خمیازہ آج بھگت رہے ہیں۔ جنرل ایوب خان کی حکومت کی جانب سے سندھ کے شہر گولارچی میں بسائے گئے 360 خاندانوں کی اولادیں آج کراچی اور گولارچی بدین میں آباد ہیں پاکستان کے دیگر شہروں میں بھی آباد ہیں لیکن اُن کی تعداد کم ہے۔ میں ''القانون'' کے توسط سے حکومت پاکستان سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ 1956ء کی دستاویزات نکالیں اور اُن کا جائزہ لے کر ہائیکورٹ کے ججوں پر مشتمل ایک کمیشن بنائیں تاکہ دنیا کو یہ معلوم ہوسکے کہ جن پاکستانی بنگالیوں کے بارے میں نیشنل ڈیٹا بیس اینڈ رجسٹریشن اتھارٹی (NADRA) کا ادارہ یہ تاثر دیتا ہے کہ یہ بنگالی 16 دسمبر 1971ء کے بعد بنگلہ دیش سے ہجرت کر کے آئے ہیں اُن کی غلط فہمی دور ہوسکے اور پاکستانی بنگالیوں کو شناخت مل سکے۔ ہم پاکستانی بنگالیوں کا یہی المیہ ہے کہ 63 سال سے سندھ میں رہائش پذیر ہیں جنرل ایوب خان کی حکومت نے ایک پالیسی بنائی اور 1956ء میں ہمیں مشرقی پاکستان سے لاکر بسایا لیکن چونکہ ہم نے چھ دہائیاں گذرنے کے باوجود بھی اپنی زبان اور کلچر کو نہ بدلا جس کی وجہ سے جب ہم سرکاری دفتر جاتے ہیں تو ہمیں بنگلہ دیش کا بنگالی کہا جاتا ہے حالانکہ اُن لوگوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ بنگلہ دیش پاکستان سے 2,204 کلومیٹر دور ہے اور بذریعہ روڈ یا بحری جہاز بھی بنگلہ دیش سے پاکستان آنا ممکن نہیں بنگلہ دیش سے پاکستان آنے کا صرف ایک ذریعہ ہے اور وہ بھی فضائی سفر کے ذریعے جو کہ ہمارے جیسے غریب بنگالیوں کیلئے ناممکن ہے اگر جنرل ایوب خان کی حکومت ہمیں سرکاری C130 جہازوں کے ذریعے پاکستان نہ لاتی تو ہم آج بھی بنگلہ دیش میں آباد ہوتے۔ نیشنل ایلین اتھارٹی جسے 2014ء میں ختم کر دیا گیا تھا نے افغان، برمی اور دیگر ممالک کے مہاجرین کے ساتھ ساتھ مستقل طور پر پاکستان میں بسنے والے بنگالیوں کو بھی پکڑ پکڑ کر عارضی رہائشی کارڈ بنا بنا کر دے دیئے اور ہم سے ہماری اصل شناخت یعنی پاکستانی شہری ہونے کی شناخت چھین لی جس وقت حکومت نے ''نارا'' کو ختم کر کے ''نادرا'' میں ضم کیا تو ہم پاکستانی بنگالیوں کا ڈیٹا بھی نادرا کے پاس آ گیا جس کی بنیاد پر ہم مستقل رہائشی ہونے کے باوجود شہریت سے محروم ہوگئے اور ستم بالائے ستم یہ ہوا کہ صرف بنگالی ہونے کی وجہ سے ہمارے تعلیم یافتہ اور کراچی میں 50 سال سے زائد عرصہ سے سکونت اختیار کرنے والے بنگالیوں کے شناختی کارڈ تک بلاک کر دیئے گئے۔ ہم پاکستانی بنگالی اپنی وہی شناخت چاہتے ہیں جو 1956ء میں اُس وقت کے صدر جنرل ایوب خان نے ہمیں دی تھی، ہم حکومت سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ سرکاری فائلیں کھلوائیں اور حکومتی ریکارڈ کے مطابق ہمیں شناخت اور شہریت کا حق دیا جائے، پاکستانی بنگالیوں کے قومی شناختی کارڈ بلاک کر دیئے جاتے ہیں یعنی ہم شہریت سے محروم ہونے کی وجہ سے نہ تعلیم حاصل کر سکتے ہیں نہ کوئی روزگار کر سکتے ہیں نہ بنک اکاؤنٹ کھول سکتے ہیں اور اب تو ہمارے لئے نوکری کرنا بھی مشکل بنا دیا گیا ہے۔ پاکستانی بنگالی نوجوانوں کا مستقبل تقریباً تاریک ہو چکا ہے ہم فیکٹریوں میں ٹیکنیکل شعبہ جات میں خدمات انجام دیتے ہیں لیکن افسر نہیں بن سکتے کیونکہ ہم سے ہماری شناخت چھین لی گئی ہے۔

Society for Human Rights & Environment Protection
Annual Working Report 2019-2020

PLANTING IS ESSENTIAL FOR LIVING A GOOD LIFE

خوشگوار ماحول، اچھی صحت، اعلیٰ تعلیم اور بہترین معاشرہ

Muhammad Saeed Rajput
President
Society For Human Rights & Environment Protection (Reg.)
Whatsapp: +92333-3873520
Email: Shep.ngo@gmail.com / Info@shep.ngo.org